Journal of Languages, Culture and Civilization

Volume 5, Issue 2, June 2023, Pages: 101-114

Homepage: http: jlcc.spcrd.org **ISSN(P):** 2708-3748

A Comparative Study of the non-acceptance of the Proletariat in the Private and Government Sectors in the Novel "Fire Area" and Novel "Jab kheit Jagy"

Sukaina Bashir [a], Aqlima Naz [b]

[a] Research Scholar, Department of Urdu Zuban-o-Adab, Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi

[b] Assistant Professor, Department of Urdu Zuban-o-Adab, Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi

Corresponding author's email: aqlimanaz@fjwu.edu.pk

Received: 20 March 2023, **Published:** 29 June 2023

Abstract:

Proletariat is a social class which work on wages but society is reluctant to recognize them in private and government sectors. Government and private departments are established so that the problems of the proletariat can be solved quickly and the work of these government institutions is to treat them equally without any discrimination. Proletariat trust these institutions, they work under them and put their problems before them. But these institutions do not give them importance and also not listen to their any problem rather exploit them. In Novel "Jab kheit Jagy" by Karishan Chandar and Novel "Fire Area" by Illyas Ahmed Gaddi, Both Novelists have exposed the deceitful policy of the government and public sectors and has tried to show that instead of establishing justice and fairness, these institutions become barrier for the poor. In this article a comparative study of departmental non acceptance of proletariat section in selected both Novel have been discussed.

Keywords:

Karishan Chandar, Illyas Ahmed Gaddi, Novel, Departmental non Acceptance, Comparative Studies, Proletariat Section

DOI Number: 10.47067/jlcc.v5i2.174

© 2023 The authors. Published by SPCRD Global publishing. This is an open access article under the Creative Commons Attributions-NonCommercial 4.0

سرکاری شعبوں سے مراد کسی بھی ملک کی حکومت کی طرف سے قائم کردہ وہ ادارے ہیں جو معاشرے میں نظم و ضبط قائم کرنے اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔سرکاری شعبے کسی بھی ملک اور معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کرتے ہیں۔یہ شعبے معاشرے میں ناگہانی آفات پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ شعبے ملک میں پیدا ہونے والے انتشار پر قابو پاتے ہیں۔غیرملکی سازشوں کو یہی ادارے ملک میں تباہی مچانے سے پہلے ہی روک دیتے ہیں۔سرکاری ادارے ملک و ریاست میں عدل و انصاف قائم کرتے ہیں۔ کسی قسم کا جرم کرنے والے کو سزا دی جاتی ہےاور مظلوم کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ سرکاری شعبوں میں عدلیہ کا نظام، پولیس، سرکاری ہسپتال، سرکاری سکول اور پبلک ایڈمنسٹریشن وغیرہ شامل ہیں۔مختصراًیہ کہ جتنے بھی سرکاری شعبے ہیں ان سب کا مشترکہ مقصد یہی ہے کہ حکومت کی طرف سے لاگو کیے گئے قوانین کا عوامی پرچار کرنا اور عوام سے قوانین اور اصول و ضوابط کی پابندی کروانا ہے۔

نجی شعبے سے مراد ایسے شعبے ہیں جو کہ ہمارے معاشرے میں موجود لوگوں کی ذاتی ملکیت ہوتے ہیں۔ان شعبوں سے حکومت کا کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ نجی شعبے افراد اپنی محنت اور ذہانت کے بل بوتے پر قائم کرتے ہیں۔نجی شعبوں جن میں اسکول، بینک ،ہسپتال، کارخانوں اور فیکٹروں وغیرہ شامل ہیں ،کے کچھ اپنے قوانین ہوتے ہیں اور یہ انہی قوانین کے تحت چلائے جاتے ہیں۔یہ شعبے بھی اپنے ملازمین کو مختلف قسم کی سہولیات فراہم کرتے ہیں تاکہ ملازمین محنت سے کام کریں۔ نجی شعبے اپنی استطاعت کے مطابق معاشرے کی خوشحالی اور ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اردو کے جن مختلف ناول نگاروں نے سرکاری اور نجی شعبوں کی پیش کش کو موضوع بنایا ا ن میں الیاس احمد گدی اور کرشن چندر کے نام اہم ہیں۔

دونوں ناول نگاروں نے بھی مختلف قسم کےسرکاری اور نجی شعبوں کا ذکر کیا ہے۔سرکاری شعبوں کی طرح نجی شعبوں میں بھی غریب اور نچلے طبقے پر ظلم کی کہانی کو دکھایا گیا ہے اور دونوں ناول نگاروں کے معاشرے کی حقیقی تصویریں پیش کی ہیں۔

کرشن چندر اردو ادب کے نامور ادیب ہیں ۔ناول" جب کھیت جاگے "(1952ء)ان کی وجہ شہرت بنا ۔اس ناول کا ہیرو ایک بائیس سالہ نوجوان لڑکاراگھو راؤ ہے ۔اس کا تعلق ہندوستان کے صوبے تلنگانہ سے ہے۔تلنگانہ شجاعت،عزم واستقلال،جدوجہد،اور قربانی کی لازوال داستان ہے ۔اور یہ ہندوستان کے پر عزم کسانوں کی کسان تحریک کے شروع ہونے کی آخری شکل ہے۔راگھو کو اپنے اور دوسروں کے لئے زندہ رہنے کا حق مانگنے کے جرم میں پھانسی دےدی جاتی ہے ۔اس کی کہانی جیل کی کال کوٹھڑی میں اس کی زندگی کی آخری رات سے شروع ہوتی ہےاور اس کے سامنے یادوں کے کارواں کی صورت میں اس کی بیتی ہوئی زندگی گزرتی ہے۔وہ سکوں کی طرح ایک ایک کر کے اپنی زندگی کے بیتے ہوئے لمحات اٹھاتا ہے،پرکھتا ہے اور پھر کھرے کو کھوٹے سکے سے علیحدہ کرتا ہے ۔وہ ان سکوں کو رات بھر الٹتا پلٹتا اور گنتا ہے اور آخر کار سورج کے طلوع ہوتے ہی اسے پھانسی دےدی جاتی ہے۔

الیاس احمد گدی اردو ادب کے عظیم ناول نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ان کا ناول " فائیر ایریا" 1994ء میں شائع ہوا۔ اس ناول کو انہوں نے تین حصوں میں منقسم کیا ۔الیاس احمد گدی نے ناول کے

پہلے حصے میں کولفیلڈ کی دنیا میں ہونے والی سود خوری،رشوت خوری، ریاکاری،لوٹ مار ،دھوکہ دہی،کرپشن اور فراڈ کا ذکر کر کے ناول کے قاری میں بھرپور تجسس ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ ناول کا مرکزی کردار سہدیو ہے ۔ یہ ضلع گیا کے سست گانواں گاؤں میں ایک چھوٹے سے مکان میں رہتا ہے اور نوکری کی تلاش میں جھریادھنباد منتقل ہو جاتا ہے۔

ناول کے دوسرے حصے میں آزادی کے بعد سے لے کر کولفیلڈکو قومیا لیے جانے تک کے مختلف چھوٹے بڑے واقعات کو پیش کیا گیا ہے۔ اس حصے میں مختلف مزدور تنظیموں اور انتظامیہ کے درمیان تناظرات کو دکھایا گیا ہے اور مزدوروں کے معاشی اور جسمانی استحصال کو پیش کیا گیا ہے۔

ناول کے تیسرے حصے میں کول مائنس کو قومیا لیا جانے والا پس منظر پیش کیا جاتاہے۔ اور تمام مزدور اپنی نوکری پکی کروانے کے لیے در بدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور افسران ان سے رشوت لے کران کو نوکری دیتے ہیں۔ ناول کے آخر میں مزدوروں کی ایک ایسی جماعت کو بیدار ہوتے دکھایا گیا ہے جو کہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں اور احتجاج کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔

تقابلی مطالعہ میں بنیادی طور پر دو یا پھر دو سے زیادہ فن پاروں، ثقافتوں،زبانوں، تہذیبوں اور علوم کا تقابل کرکے ان میں سےاشتراکات اور اختلافات اخذ کرنے کے بعد ان کے معیار کا تعین کیا جاتا ہے۔ ذیل میں ناول"فائر ایریا" از الیاس احمد گدی اور"جب کھیت جاگے" از کرشن چندر میں سرکاری شعبوں میں پرولتاریہ طبقے کی عدم قبولیت کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

الیاس احمد گدی کے ناول" فائر ایریا "میں بہت سے سرکاری اداروں کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ ملک کا نظام چلانے اور اصول و ضوابط پر عمل کروانے کے لیے حکومت نے قائم کیے ہیں ۔الیاس احمد گدی نے ان سرکاری شعبوں کا ناول میں سرسری ذکر کرنے کے بجائے ان کی کارکردگی کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا ہے۔سرکاری شعبے حکومت کی طرف سے اس لئے قائم کیے جاتے ہیں تاکہ عوام کے مسائل کا فوری حل ممکن ہو اور ان سرکاری اداروں کا کام بغیر کسی امتیاز کے یکساں سلوک کرنا ہوتا ہے۔عوام ان اداروں پر بھروسہ کر کے اپنے مسائل ان کے سامنے رکھتی ہے لیکن یہ ادارے بغیر رشوت کے کسی مسئلہ کو سننے کے لیے کان ہی نہیں دھرتے ۔الیاس احمد گدی نے سرکاری شعبوں کی دوغلی پالیسی سے پردہ اٹھایا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ان اداروں نے عدل و انصاف قائم کرنے کے بجائے غریب اور امیر میں فرق قائم کر دیا ہے۔

کرشن چندر نے "جب کھیت جاگے" میں بہت سے سرکاری شعبوں اور سرکاری اداروں کا ذکر کیا ہے۔الیاس احمد گدی کی کی طرح کرشن چندر نے بھی ان سرکاری شعبوں کی حقیقت کو عیاں کیا ہے کہ یہ ادارے حکومت کی طرف سے عوام کی سہولیات کے لئے قائم کیے جاتے ہیں مگر ان اداروں کے سربراہ عوام کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔پولیس اسٹیشن ہو یا سرکاری اسکول یا پھر عدالت ان تمام اداروں میں غریب اور مزدور طبقہ کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا جاتا ۔ الیاس احمد گدی کی طرح کرشن چندر نے بھی سرکاری شعبوں میں ہونے والی لوٹ کھسوٹ ،رشوت خوری،ریاکاری اور مکاری کو خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔ دونوں ناولوں میں ناول نگار وں نے معاشرے کا یہ روپ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ سرکاری شعبے،پرولتاریہ طبقے کو تسلیم کرنے سے روگردانی اختیار کرتے نظر آتے ہیں۔

الیاس احمد گدی نےناول "فائر ایریا" میں نہ صرف سرکاری شعبوں کو مزدور اور محنت کش طبقے کا استحصال کرتے دکھایا ہے بلکہ وہ حکومت جو غلامی سے نجات حاصل کرنے کے بعد قائم کی گئی تھی اور اس کے اولین مقاصد میں یہ بات سرفہرست تھی کہ تمام ادارےانصاف کی بنیاد پر قائم کیے جائیں گے۔ کوئی شخص قانون کی نظر میں بالا تر نہیں ہوگا بلکہ سب لوگوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے گا۔وہی حکومت خود مزدوروں اور نچلے طبقے کے ساتھ نا انصافی اور استحصال کرتے ہوئے سب سے آگے نظر آتی ہے۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد ہندوستان کی حکومت ان محنت کشوں، غریبوں اور مزدوروں کے ساتھ وہی سلوک کرتی ہے جو انگریزوں کے دور حکومت میں کیا جاتا تھا۔

"دوسرے دن کے اخباروں کی ہیڈ لائن نیوز یہی ہے

اندرا گاندھی کا ایک اور اہم اقدام

ہندوستان بھر کی ساری کو لیریوں کو قومیا لیا گیا۔" 1

ہندوستان میں کانگریس کی حکومت آنے کے بعد آہستہ آہستہ سب اداروں کو قومیا لیا جانے لگا۔انھی اداروں میں کولیریاں بھی شامل تھیں جن کو حکومت نے اپنے ماتحت لیا تھا۔قومیا لیے جانے کے بعد ان تمام مزدوروں اور نچلے طبقے نے سوچا کہ اب ہمارے بھی حالات بہتر ہوں گے، ہمیں بھی انصاف ملے گا ۔اس حوالے سے پروفیسررفیعہ شبنم عابدی لکھتے ہیں۔

"جب کولیریز کو قومیا لیا جاتا ہے تمام مزدوروں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے کہ اس کالی دنیا کی قسمت بدل جائے گی۔ بہت جلد چاروں طرف اجالا پھیل جائے گا اور مزدور کے ماتھے سے بھوک اور افلاس کی سیاہی چھٹ جائے گی۔ مگر ایسا نہیں ہوتا بلکہ حالات زیادہ دھماکہ خیز زیادہ بھیانک ہوتے جاتے ہیں۔"2

ہندوستان کی حکومت آنے کے بعد بھی غریب طبقہ مزید بدحالی کا شکار ہوتا چلا گیا۔اپنی حکومت نے بھی اپنی عوام کا خیال رکھنے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے ملکی دولت کو لوٹا۔

کرشن چندر کے ناول "جب کھیت جاگے" میں بھی کچھ ایسی ہی صورت کا سا منا ہے۔ انگریزوں کے دور حکومت اور جاگیردارانہ نظام کے خلاف مزدور، غریب اور محنت کش طبقہ یکجا ہو کر احتجاج کرتا ہے۔ جھڑپیں ہوتی ہیں ہزاروں بے گناہ انسان مارے جاتے ہیں ،ریلیاں نکلتی ہیں تاکہ ان کے تمام جائز مطالبات تسلیم کیے جائیں ۔مزدوروں نے اپنی جماعت بنا کر اپنے حقوق کا تحفظ کیا اور اور کئی جگہ زمینوں پر کسانوں نے قبضہ بھی کیا لیکن جب ہندوستان کی حکومت نے اقتدار سنبھالا تو ان غریبوں اور مزدوروں کے ساتھ و ہی سلوک ہوا جو اوپر ناول "فائر ایریا "میں کولیری مزدوروں کا بیان کیا گیا ہے۔ان دونوں ناولوں میں غریب اور محنت کش طبقے کو ہندوستانی حکومت کے اقتدار سنبھالنے کے بعد ایک جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور یہ ان دونوں ناولوں کا سب سے بڑا اشتراک ہے۔

"پھر ایک روز گاؤں والوں نے سنا کہ حیدرآباد پر کانگریس کا قبضہ ہوگیا ہے بہت سے گاؤں والے یہ سن کر بہت خوش ہوئے اب اپنے ملک پر اپنے لوگوں کا راج ہے اب ہماری بھی سنی جائے گی۔"3

کسان اور مزدور طبقہ ہندوستانی حکومت کے اقتدار میں آنے سے بہت خوش ہوا لیکن ان کی تمام خوشیاں اور امیدیں ایسے ہی ہوا میں بکھریں جیسے ناول" فائر ایریا" میں مزدور اور نچلے طبقے کی امیدیں ہندوستانی حکومت نے توڑ دیں۔ان کے بھی حالات پہلے سے زیادہ خراب ہوگئے ۔

الیاس احمد گدی نے ناول "فائر ایریا" میں سرکاری شعبوں میں ہونے والی ریاکاری اور رشوت خوری کا پردہ چاک کیا ہے۔اس ناول میں انہوں نے محکمہ پولیس کی سفاکی اور مکاری کو بیان کیا ہے۔محکمہ پولیس جسے معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور جان و مال کا محافظ سمجھا جاتا ہے یہی محکمہ غریب اور مزدور طبقے کا استحصال کرنے میں سب سے آگے نظر آتا ہے۔اس ناول میں الیاس احمد گدی نے ایک ایسے مزدور کا واقعہ بیان کیا ہے جو کہ کولفیلڈ میں کام کرنے کے دوران ایک حادثے میں جاں بحق ہو جاتا ہے اور اس کی لاش کو وہیں کولفیلڈ کی سرنگ میں کہیں دبا دیا جاتا ہے تاکہ ثبوت نہ ہونے کی صورت میں کمپنی کو معاوضہ نہ دینا پڑے۔

> "پھر یہ یونین کے لیڈر، پولیس مائننگ انسپکٹر اس بات کے لئے بھی کمپنی کو جواب دہ ہونا پڑتا ہے کہ جس وقت کان میں حادثہ ہوا کان کی کیا صورتحال تھی۔ کہیں غلط ڈھنگ سے مائننگ قوانین کو توڑ کر کھدائی نہیں ہو رہی ہے ہزاروں لپھڑے ہیں ان سب سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔اطمینان سے ملے آدمی کو فرار دے کر کچھ خاص آدمیوں کی مٹھی گرم کرکے سارا معاملہ رفع دفع ہو جاتا ہے۔"4

اس اقتباس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کلیری مالکان اپنا معاوضہ بچانے کے لیے پولیس کو بھی اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ اور پولیس کو پہلے ہی رشوت دے کر ان کا منہ بند کر دیا جاتا ہے تاکہ انکوائری کے دن کوئی مسئلہ نہ پیش آئے۔ناول نگار نے معاشرے کے انتہائی حساس سرکاری شعبے کے دوغلے پن کو بیان کیا ہے۔

کرشن چندر نے بھی ناول "جب کھیت جاگے" میں محکمہ پولیس کی محکمانہ غفلت اور رشوت خوری کی عکاسی بالکل اسی طرح کی ہے جیسے الیاس احمد گدی نے اپنےناول "فائر ایریا" میں کی ہے۔کرشن چندر کے ناول " جب کھیت جاگے"میں بھی کچھ ایسے کردار ہیں جو انصاف کا مطالبہ کرتے اور اپنے حقوق کے لئے سڑکوں پر نکلتے ہیں۔پولیس نہ صرف انہیں تشدد کا نشانہ بناتی ہے بلکہ انہیں تھانے میں بند کر دیتی ہے۔ یہاں بھی پولس سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ٹکڑوں پر پل رہی ہے۔اگر کوئی بھی مزدور یا کسان اپنے حق کے لئے آواز بلند کرتا ہے تو پولیس ڈرا دھمکا کر اس کی آواز بند کردیتی ہے۔جس طرح الیاس احمد گدی کے ناول میں غریب کو انصاف نہیں ملتا بالکل اسی طرح کرشن چندر کے یہاں بھی غریب انصاف کے لئے دردر کی ٹھوکریں کھاتا دکھائی دیتا ہے۔

مزدور طبقے کو ذرا سی غلطی پر کئی کئی مہینے اور کئی سال جیل کی ہوا کھانی پڑتی ہے ۔اس کے برعکس اعلیٰ طبقہ اپنی دولت اور اپنے اختیارات کا استعمال کرتا ہے،پولیس کو رشوت دیتا ہے جس کے نتیجے میں وہ بڑے سے بڑا جرم کرکے بھی بچ جاتا ہے۔

> "آگ پھیل رہی تھی اور وٹی لوگ شیر ہوتے جا رہے تھے۔کئی جگہوں پر وٹیوں نے زمیندار کی مرضی کے بغیر زمین میں بوائی شروع کر دی تھی۔ناگیشورکو اس سلسلے میں پکڑ کر جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔"5

اس اقتباس میں بھی محکمہ پولیس کی سنگدلی اور اپنے فرائض سے چشم پوشی نظر آتی ہے۔ناگیشور جو کہ غریب کسانوں اور مزدوروں کے ساتھ مل کر اپنے حق کا مطالبہ کر رہا تھا اسے پولیس کے اہلکاروں نے پکڑ کر جیل میں بند کر دیا ۔ٹھیک اسی طرح ناول" فائر ایریا" میں محکمہ پولیس کے ناروا رویے کو دکھایا گیا ہےکہ کس طرح یہ محکمہ غریب اور نچلے طبقے کے لوگوں کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے۔ یہی تلخ رویہ کرشن چندر نے" جب کھیت جاگے " میں بھی پیش کیا ہے ۔

"جب کھیت جاگے" کے ویریا کا جوان بیٹا راگھوراؤپھانسی کے تختے پر چڑھ جاتا ہے مگر ویریا ہراساں ہونے کی بجائے اسے ایک روشن مستقبل کی آمد کا اشاریہ سمجھتا ہے۔"6

را گھوراؤ کو پولیس نے جھوٹے الزامات کے تحت گرفتار کیا کیونکہ پولیس کو سری پورم گاؤں کے بڑے بڑے جاگیرداروں نے راگھو راؤ کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے بھاری رقم دے رکھی تھی۔اس لئے راگھو راؤ کو بے قصور ہونے کے باوجود پھانسی دےدی جاتی ہے۔ پھانسی کے باوجود ویریا، دل نہیں ہارتا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ راگھو بالکل بے قصور تھا اس کے ساتھ قدرت ضرور انصاف کرے گی۔

الیاس احمد گدی نے ناول "فائر ایریا "میں ایک ایسے سرکاری شعبے کی حقیقت کو عیاں کیا ہے جسے قاری پڑھ کر چونک جاتا ہے ۔وہ ہےسرکاری ہسپتال ،جہاں ہر غریب اپنے علاج معالجے کے لیے جاتاہے۔الیاس احمد گدی نےسرکاری ہسپتال کی جوحالت بیان کی ہے وہ قابلِ رحم ہے ۔ہسپتال میں ڈاکٹروں کے کمروں کے آگے مریضوں کی لمبی لمبی قطاریں لگی ہیں۔ ڈاکٹر ہسپتال میں موجود ہونے کے باوجود بھی ذاتی مصروفیات کا بہانہ بناکر مریضوں کوبغیر معائنہ واپس بھیج دیتے ہیں۔

"نرس اس کو اینٹھتا ہوا ۔۔۔اور جھٹپٹا ہوا دیکھتی ہے اور گھبرا کر ڈاکٹر کے پاس دوڑتی ہے۔ ڈاکٹر اپنے چیمبر میں اطمینان سے ٹانگیں ٹیبل پر پھیلائے بیٹھا ایک دوسرے ڈاکٹر سےمحوگفتگو ہے نرس کی بات سن کر جھلا جاتا ہے۔ تو میں کیا کروں ؟اس کے ساتھ جو موٹی عورت ہے اس سے کہو کہ مندر میں بھگوان بھی بغیر بھوگ لگائے نہیں سنتا۔ یہ تو سرکاری ہسپتال ہے۔جاؤ پتھیڈین کا ایک ڈوز دے دو۔"7

سہدیو زخمی حالت میں ہسپتال لایا جاتا ہے تو ڈاکٹر اس کا علاج کرنے سے انکار کر دیتا ہے ۔وہ اس کو دیکھ کر ہی اس کی حالت کا اندازہ لگا لیتا ہے اور نرس سے کہتا ہے کہ بھگوان بھی بغیر پرساد چڑھائے کسی کی نہیں سنتا ۔اس کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پہلےا سے کچھ رشوت دی جائے پھر وہ اس کا علاج کرے گا۔ الیاس احمد گدی کی طرح کرشن چندر نے بھی اپنے ناول میں سرکاری ہسپتال کی یہی صورت حال پیش کی ہے۔"جب کھیت جاگے"میں بھی سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر غریب اور محنت کش طبقے کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں جس طرح کا سلوک فائر ایریا میں کیاجاتا ہے ۔ سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹر غریبوں کا استحصال کرتے ہیں اور یہ ان دونوں ناولوں کا اشتراک ہے۔

"پھر وہ بیمار پڑ گیا اس کا خیال تھا کہ وہ دفعتاً بیمار ہوا تھا مگر ایسا نہیں تھا ۔پہلے پہل اسے چڑھائی چڑھتے ہوئے ایک زور کا چکر آیا تھا وہ بڑی مشکل سے سنبھلا تھا۔ پھر ایک دن کھانسی ، ہلکی سی کھانسی کا دورہ پڑتا تھا۔ پھر ایک روز اسے بخار ہوا تھا۔معمولی سا بخار ،پھر

یکایک وہ ایک مہینے کے لئے بیمار پڑ گیا۔راگھو راؤ نے بھی کچھ پیسے بچا کے رکھے تھے وہ اس بیماری میں اس کے کام آئے ۔ڈاکٹر نے اسے دو مہینے مزید آرام کرنے کے لئے کہا تھا مگر وٹی کام نہیں کرے گا تو کھائے گا کہاں سے اس لئے رکشا چلانا ضروری تھا۔"8

الیاس احمد گدی کے ناول میں سرکاری ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کی بددیانتی دکھائی گئی ہے۔سرکاری ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کے یہی رویے اور حالات کرشن چندر کے ناول میں بھی ملتے ہیں۔ایک غریب جس کو اپنی جان بچانی ہے ڈاکٹر اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہیں ۔رشوت لیتے اور علاج کرتے ہیں۔ سرکاری اسپتال کے ڈاکٹر بھی لٹیروں سے کم نہیں۔

الیاس احمد گدی نے" فائر ایریا" میں مختلف سرکاری شعبوں کا ذکر کیا ہے ۔انہوں نے ان کی کارکردگی کے ساتھ ساتھ غریب اور امیر میں جو امتیاز روا رکھا جاتا ہے، اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھایا ہے۔دیگر سرکاری شعبوں کی طرح الیاس احمد گدی نے عدالتی نظام اور عدلیہ کے کردار کو بھی اپنے ناول کا حصہ بنایا ہے ۔ جوکہ عدالت اور وکلاء کے بھیانک روپ سے پردہ اٹھانے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔اگر کوئی غریب عدالت سے انصاف مانگنے جاتا ہے تو وہ بے قصور ہونے کے باوجود سزا کا مستحق قرار دے دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس امیر شخص جس نے کوئی جرم کیا ہے وہ مجرم ہونے کے باوجود بری ہو جاتا ہے۔

"دو مہینہ تیرہ دن کے بعد پولیس نے اس کو گرفتار کر لیا مگر تب تک معاملہ کس قدر ٹھنڈا پڑ چکا تھا ۔نوٹ کی برسات ہو چکی تھی۔سبھوں کو اپنا حصہ مل چکا تھا۔مالک نے اپنے دامن کے سارے داغ دھو لیے تھے۔ سب کیا دھرا اس کے سارا آپڑا تھا۔ مالک نے بھی ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ وہ تو چلا ہی جاتا چودہ سال کے لیے مگر بھلا ہو کشوری بابو وکیل کا ۔ وہ مقدمہ لڑا کہ اس کو بے داغ نکال لیا۔"9

عدلیہ انصاف پر مبنی فیصلہ نہیں کرتی بلکہ ان کے سامنے پیش کیا جانے والا پیسہ فیصلہ کرتا ہے۔جس طرح الیاس احمد گدی نے اپنے ناول میں عدلیہ کے ہاں نچلے طبقے کو نامنظور اور اس کا استحصال ہوتے دکھایا ہے ٹھیک اسی طرح کرشن چندر نے بھی عدلیہ کے ہاتھوں استحصال ہوتے پرولتاریہ طبقے کو دکھایا ہے۔اور یہ دونوں ناولوں کا اشتراک ہے ۔ جس طرح الیاس احمد گدی نے اپنے ناول میں عدلیہ کے ہر طبقے کو نامنظور ہوتے دکھایا اور ان کا استحصال ہوتے دکھایا ہے ۔بالکل ایسے ہی کرشن چندرنے بھی عدلیہ کے ہاتھوں ظلم و ستم کا شکار ہوتے پرولتاریہ طبقے کو دکھایا ہے۔

"سپرٹنڈنٹ کے ہاتھ میں ایک بھدا کاغذ تھا اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔راگھو راؤ نے دیکھا کہ حکم پڑھتے وقت سپریٹنڈنٹ کے ہر قسم کے جذبات سے عاری چہرے پر بھی پسینہ کی بوندیں نمودار ہو گئی ہیں۔اس حکم میں راگھو راؤکی اپیل نا منظور کی گئی تھی اور اس کی سزا ئے موت برقرار رکھی گئی تھی ۔کل صبح سات بجے اُسے پھانسی دی جائیگی۔"10

اس اقتباس میں کرشن چندر نے ایک بے گناہ اور مظلوم انسان کے اس وقت کے جذبات کی تصویر کشی کی ہے ، جب اس کی پھانسی کا حکم نامہ سپرٹنڈنٹ اسےپڑھ ک سناتاہے۔اس کی پھانسی کا حکم نامہ پڑھتے ہوئے سپرٹنڈنٹ بھی کانپ رہا تھا کیونکہ وہ ایک بےگناہ انسان کو اس کی موت کی خبر سنارہا تھا۔اس کو غریب اور بے بس ہونے کی وجہ سے انصاف نہ مل سکا ۔جس طرح"فائر ایریا" میں اصل مجرم رشوت دے کر اپنی جان بچا لیتا ہے بالکل اسی طرح یہاں بھی مجرم عدلیہ کو رشوت دے کر فرار ہے اور عدلیہ نے لالچ میں آ کر راگھو راؤ کے ساتھ بےانصافی کی ہے۔ اس بے انصافی کے نتیجے میں اسے پھانسی کی سزا دی ہے ۔قانون اور عدلیہ کا یہ دوغلا نظام ان دونوں ناولوں کا اشتراک ہے۔

الیاس احمد گدی نے "فائرایریا"میں ہندوستان کی آزادی کے بعد سرکاری شعبوں خاص کر کولیروں میں سرکاری افسران سے بد دیانتی کی عکاسی کی ہے۔کولیریاں جب قومیا میں لی گئی تو سرکاری افسران نے اپنی جیبیں بھرنی شروع کر دیں ۔کولیریوں میں غریب اور مزدور طبقہ اپنی نوکری پکی کرانے کی درخواست جمع کراتے ہیں تو سرکاری افسران کی درخواست پراویڈنٹ فنڈ جمع نہ ہونے کی صورت میں نامنظور کر دیتے ہیں۔اسی وجہ سے سہدیو بھی اپنی نوکری پکی کرانے کے لیے چار پانچ ماہ دربدر سرکاری دفتروں کے چکر لگاتا رہاسہدیو نوکری پکی کرانے کے لیے سرکاری افسروں کی ہر طرح سے تسلی کرانے کے باوجود بھی اپنے مقصد میں ناکام رہا۔

ایک طرف سہدیو ہے جو جائز طریقے سے نوکری پکی کرانے کے لیے جدوجہد کر رہا ہے اس کے برعکس کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو رشوت کے ذریعےسرکاری نوکری حاصل کر وا لیتے ہیں۔

> "ان لوگوں نے فی کس دو ہزار سے پانچ ہزار وصول کیے ہیں۔ اس میں ایک حصہ افسروں کا بھی ہے۔ نوکری تقریبا پکی ہو جاتی ہے---کہتے ہیں شاید ہی کوئی یونین لیڈر ہو یا شاید ہی کوئی انکوائری افسر ہو جس نے پچاس ہزار سے کم کمایا ہو---سہدیوبھائی بھیڑوں سے زیادہ گڈریا ہوگئے ہیں۔ افسروں کی پوری پلٹن نہ جانے کہاں سے اتر آئی ہے۔ چھوٹے انجینئر، بڑے انجینئر ،اس سے بڑے انجینئر، مینیجر ،مینیجروں پر جنرل منیجر، پھر ایریا مینیجر ،پھر مٹیریل مینیجر جوڑ کر دیکھے گا تو ایک لیبر پر ایک افسر اور سب مل کر لوٹ رہے ہیں،کولیری کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔دیکھنے والا کوئی نہیں۔"11

الیاس احمد گدی نے اس اقتباس میں سرکاری افسروں کی ریاکاری اور لالچ کو بیان کیا ہے ۔ ان سرکاری افسران نے ایسے طبقے کے لوگوں اور مزدوروں کے لیے نوکری میں رشوت مقرر کر رکھی ہے۔ جس کی جتنی مالی حیثیت ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق رشوت دے کر نوکری حاصل کر لے۔ جو مزدور رشوت نہیں دے سکتے وہ دربدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں کہ کسی طریقے سے نوکری مل جائے ۔

اس کے برعکس جب ہم ناول" جب کھیت جاگے" میں دیکھتے ہیں تو وہاں پر مجموعی طور پر کرشن چندر نے سرکاری شعبوں کی مکاری اور لالچ کو بیان کیا ہےصرف چند اہم سرکاری شعبوں کے ذریعے مزدور طبقے کی عدم قبولیت کو پیش کیا گیا ہے۔جبکہ الیاس احمد گدی کے ہاں مختلف سرکاری

شعبوں سے تعلق رکھنے والے افسران کی غریب اور مزدور طبقے کے ساتھ استحصالی کو دکھایا گیا ہے ۔اس حوالے سے یہ دونوں میں اختلاف موجود ہے۔

نجی شعبہ وہ شعبہ ہے جو کہ کسی فرد کی ذاتی ملکیت ہوتا ہے۔اس کو عوامی شعبہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس میں نہ ہی حکومت اور نہ ہی عوام کا عمل دخل ہوتا ہے۔نجی شعبے کے اپنے اصول و ضوابط ہوتے ہیں اور انہی بنیادوں پر اس شعبے کو چلایا جاتا ہے۔نجی شعبے بھی معاشرے کی فلاح و بہبود میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں نجی شعبوں کا تعلق چند مخصوص افراد تک ہی ہوتا ہے جو کہ اس کے تحت کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد اور ترجیحات اجتماعی مفاد کی نسبت ذاتی مفاد کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔

الیاس احمد گدی نے ناول "فائر ایریا" میں متعدد نجی شعبوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ نجی شعبے کسی حد تک معاشرے میں موجود افراد کو سہولیات بھی فراہم کرتے ہیں اور ان کے اپنے اصول و ضوابط ہوتے ہیں۔ان نجی شعبوں کی اپنی ترجیحات ہوتی ہے۔ الیاس احمد گدی نے نجی شعبوں کے ذریعے غریب اور محنت کش طبقے کےاستحصال کی عکاسی کی ہے کہ کس طرح یہ نجی شعبے غریب کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں ذلیل وخوار کرتے ہیں۔اسی طرح سے کرشن چندر کے ناول" جب کھیت جاگے' میں بھی کچھ نجی شعبے موجود ہیں۔جہاں پرولتاریہ طبقے کو غریب اور گھٹیا سمجھ کر رد کر دیا جاتا ہے۔ان کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے اور ان کو اس قابل بھی نہیں سمجھا جاتا کہ وہ نجی شعبے کی سہولیات سے فائدہ اٹھا سکیں۔مزدور چاہے مل میں کام کرے یا پھر کھیت میں کام کرے اس کو ہمیشہ ہی اس کے طبقے کی بنیاد پر کبھی تو مزدوری نہ دے کر اور کبھی اجرت میں کٹوتی کرکے اس کی حیثیت اور مقام کو رد کر دیا جاتا ہے۔"فائر ایریا"اور " جب کھیت جاگے"دونوں ناولوں میں پرولتاریہ طبقہ کی عدم قبولیت کو واضح اور صاف الفاظ میں پیش کیا گیا ہے ۔نجی شعبوں کے مالکان زیادہ تر سرمایہ داری کو فروغ دیتے ہیں ۔نجی شعبوں میں کام کرنے والے مزدور اور محنت کش پرولتاریہ کہلاتے ہیں۔

> "بورژواسے جدید سرمایہ داروں کا طبقہ مراد ہے جو سماجی پیداوار کے ذرائع کے مالک ہیں اور مزدوروں سے اجرت پر کام لیتے ہیں۔پرولتاریہ موجودہ زمانے کا اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کا طبقہ ہے جس کے پاس اپنا کوئی ذریعہ پیداوار نہیں ہے جسے زندہ رہنے کے لیے اپنی قوت محنت بیچنی پڑتی ہے ۔"12

الیاس احمد گدی اور کرشن چندر نے اپنے ناول میں نجی شعبوں میں پرولتاریہ طبقہ کی عدم قبولیت کو خاص موضوع بنا کر پیش کیا ہے۔کولیری کے مالکان مزدوروں سے کام کرواتے ہیں اور ان کو مزدوری دیتے ہیں۔ مزدور اپنی محنت کا زیادہ حصہ کام پر لگاتا ہے جبکہ مالکان کم اجرت کے ذریعے ان کا استحصال کرتا ہے۔

> "حیرت کی بات نہیں ہے ۔یہ لیبر کی محنت ہی ان مالکوں کا عیش و آرام ہے یہ سادھارن آدمی نہیں ہیں۔یہ ڈاکو ہیں،لٹیرے۔۔۔صرف اسی بات پر مت جاؤ۔یہ لیبروں کی چھٹیاں، ان کے اوورٹائم ان کے بونس اور ان کو ملنے والی کئی سہولتیں ہڑپ لیتے ہیں۔"13

اس اقتباس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ کولیری کے مالکان جو کہ سرمایہ دار ہیں وہ مزدوروں سے زیادہ محنت کراتے ہیں اور اس کے بدلے میں کم اجرت فراہم کرتے ہیں۔اس حوالے سے مارکس کا کہنا ہے کہ

"ایک مقررہ سرمایہ سے سرمایہ دار مزدوروں کی زیادہ محنت پر قابض ہو چکا ہے اور اس کا اقتدار مضبوط و مستحکم ہوتا جا رہا ہے اور مزدور دن بدن مجبور و محکوم ہو رہا ہے۔"14

مارکس کے مطابق سرمایہ دار مزدورسے زیادہ محنت اور زیادہ وقت کام کرواتا ہے اورخود اس کے منافع پر عیاشی کرتا ہے اس سے مزدوروں کی حالت مزید خراب ہوتی جارہی ہے۔الیاس احمد گدی کے ہاں جس طرح نجی شعبوں میں پرولتاریہ طبقے کی عدم قبولیت موجود ہے۔بالکل یہی پرولتاریہ طبقہ کی عدم قبولیت کرشن چندر کے ناول "جب کھیت جاگے "میں بھی موجود ہے۔جس طرح کولیری کے سرمایہ دار مزدوروں کا استحصال کرتے ہیں بالکل اسی طرح مل مالکان کرشن چندر کے ناول میں محنت کش طبقے کا استحصال کرتے نظر آتے ہیں ۔اس کو ہم ان دونوں ناولوں کا اشتراک کہیں گے۔

"مل میں آکر اس نے کھلی سازش کا وسیع سلسلہ دیکھا۔جو ہندوستان کے شہروں کے بڑے بڑے سرمایہ داروں سے گاؤں کے زمینداروں تک پھیلا ہوا تھا۔جس کی جڑیں زندگی کے ہر شعبہ میں زہر کی لکیر کی طرح پھیلی ہوتی تھیں ۔یہاں پر اس کا مقابلہ مل مالکوں کے غنڈوں سے ہوا تھا اور ان غنڈوں کے مزاج میں وہی عنصر شریک تھے جو اس کے گاؤں میں دیش مکھ غنڈوں میں تھے۔"15

ناول کا ہیرو راگھو راؤ جب مل میں نوکری کر رہا تھا تو اس نے مل مالکوں کے ہاتھوں مزدور طبقے کی استحصال کو دیکھا۔ یہ مالک مزدوروں کو ان کا حق نہیں دیتے تھے۔جتنی دیر مزدور کام کرتا ہے اس کا پورا معاوضہ اسے نہیں ملتا بلکہ مالکان کٹوتی کر لیتے تھے ۔مجمدار کی طرح راگھو راؤ بھی ان سازشوں اور چالاکیوں سے واقف تھا کہ کس طرح سرمایہ دار مزدوروں کے حق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

کرشن چندر نے مل مالکان کے ذریعے پرولتاریہ طبقے کی عدم قبولیت اور ان کے استحصال کی عکاسی کی ہے۔چاہے کولیری ہو یا مل ہر جگہ مزدور طبقہ سرمایہ داروں کے ہاتھوں ظلم کا شکار نظر آتا ہے یہ ان دونوں ناولوں میں اشتراک ہے۔

الیاس احمد گدی نے" فائر ایریا "میں نجی سکولوں میں پرولتاریہ طبقہ کی عدم قبولیت کا جائزہ تفصیل سے لیا ہے۔نجی سکولوں کے مالکان اور انتظامیہ صرف انہی بچوں کو داخلہ دیتی ہے جو کہ بھاری فیس ادا کر سکتے ہیں۔نجی تعلیمی اداروں کی انتظامیہ بچوں کے والدین سے منہ مانگی فیس بٹورتے ہیں۔

"اسکول میں لڑکوں کی فیس معافی تو ہوتی ہے ۔ہمارا راجندر پڑھنے میں بہت تیز ہے۔ کیا اس کی فیس معاف نہیں ہو سکتی۔ آپ اس کے سکول تو جائیے۔ درخواست تولکھ کر دیجئے۔ وہ چیں پر چیں ہو کر تیارہوا تھا۔ ایک درخواست لکھی اور بادل ناخواستہ راجندر کے اسکول جا پہنچا وہاں کے ماسٹر نے کہا یہ کام ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔"16

اس اقتباس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سہدیو راجندر کو تعلیم دلوانا چاہتا ہے مگر اس کے پاس اتنی رقم نہیں کہ وہ سکول کی فیس ادا کر سکے اور نہ ہی نجی اسکول کی انتظامیہ اس بات پر تیار ہے کہ وہ راجندر کی فیس معاف کر دے۔ اس اقتباس میں واضح طور پر نجی طبقے میں پرولتاریہ طبقے کی عدم قبولیت کی مثال موجود ہے۔بالکل اسی طرح کرشن چندر کے ہاں نجی سکول میں غریب اور محنت کش طبقے کی عدم قبولیت کی مثال ملتی ہے۔جس طرح"فائر ایریا" میں نجی اسکول کی انتظامیہ بغیر فیس کے راجندر کو پڑھانے کے لئے آمادہ نہیں ،بالکل اسی طرح "جب کھیت جاگے" میں ماسٹر گاؤں کے بچوں کو تعلیم دینے کے لیے کسی صورت تیار نہیں۔یہ دونوں ناولوں کا اشتراک ہے ۔

> "زمیندار کی عشرت گاہ بہت بڑی تھی رگھو راؤنے سوچا یہاں پر بچوں کا نیا اسکول کھولا جائے کیونکہ اسکول ماسٹر کو بھی ذمیندار اپنے ساتھ لے گیا۔"17

گاؤں کے لوگ سہدیو کی طرح اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے کے خواہشمند تھے۔ اور وہ یہ چاہتے تھے کہ ان کے بچے تعلیم حاصل کریں اور کچھ نہیں۔مگر جب گاؤں کے زمیندار نے گاؤں چھوڑ اتو وہ سکول کے ماسٹر کو بھی اپنے ساتھ ہی لے گیا تا کہ گاؤں میں کوئی بھی پڑھ لکھ نہ سکے۔ماسٹر بھی ان بچوں کو پڑھانے کے لئے تیار نہ تھا کیوں کہ گاؤں کے لوگ اس کو فیس ادا نہیں کر سکتے تھے۔دونوں ناولوں میں ہی نجی سکول کی انتظامیہ غریب اور محنت کش طبقے کے بچوں کو داخلہ دیکھنے کے لیے راضی نہیں اس طرح یہ ان دونوں میں اشتراک ہے۔

الیاس احمد گدی نے "فائرایریا"میں بہت سی ایسی جماعتوں کا ذکر کیا ہے جن کے جھنڈے مختلف کو لیریوں میں لہرائے جاتے ہیں۔نجی جماعتوں کے لیڈر کولیریوں میں آتے ہیں۔ مزدوروں کو بھاشن دیتے ہیں اور تنخواہ بڑھانے کا لالچ دیتے ہیں۔یہ لیڈرمزدوروں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں ان سے ناجائز کام کرواتے ہیں اور پھر اپنا کام کروانے کے بعد انھیں لات مار دیتے ہیں۔

یونین لیڈر والے مزدوروں کو اپنی چکنی چپڑی باتوں میں گھیر لیتے ہیں۔اندرسے یہ یونین لیڈر کو لیری مینجمنٹ کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔مزدور اگر اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرے تو ان کی آواز کو فوراً دبا دیا جاتا ہے۔ کولیری مزدوروں کو لیڈر اور کولیری مینجمنٹ اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہے۔

> "تینوں نے مل کر لاش کو جیسے بورے میں بھرا۔اور ان میں سے ایک آدمی جو کافی توانا تھا اس نے بورے کو کندھے پر لاد لیا۔۔کئی سرنگوں کو پار کر کے وہ ایک دور دراز کے علاقے میں پہنچ گئے۔بس یہی رکو آگے خطرہ ہے۔۔۔میں بوڑھے کو اندر پھینک دیتا ہوں۔"18

کولیری کے مالکان یونین لیڈر کے ساتھ مل کر مزدور کی لاش ٹھکانے لگا دیتے ہیں۔ جب یہ ساری بات کھل کر سامنے آتی ہے تو انصاف کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور نیتا جی کی یونین کی مدد لینے کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔نیتاجی نے پہلے ہی مینیجمینٹ سے پیسہ لے کر اپنا منہ بند رکھنے کی یقین دہانی کرادی تھی اس لیے نیتا جی کی یونین نے مزدوروں کی کوئی مدد نہ کی۔یونین کی اس حقیقت کو الیاس احمد گدی اپنے ناول میں ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

"مجمدار بہت زور سے ہنسا۔ کون سی یونین؟ جوالا مصر کی یونین۔؟یاسری واستوگی یونین؟ تم کیا سمجھتے ہو کہ یہ لیبر یونین کی ہے یہ دراصل مالکوں کی یونین ہے۔"19

اس اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یونین لیڈر سے ایک حد تک مزدوروں کے ساتھ صرف دکھاوے کی ہمدردی کرتے ہیں۔ ان سے اپنا کام کرواتے ہیں چندہ اکٹھا کرتے ہیں اور مزدوروں سے جھوٹے وعدے کرتے ہیں،جب مزدوروں کو ان کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ان سے اپنا منہ پھیر لیتے ہیں ۔اس حوالے سے رضوانہ پروین کہتی ہیں ۔

"ناول میں مزدور یونینوں کی سازشوں کا پردہ بھی فاش کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح سے کولیری انتظامیہ سے مل کر مزدوروں کے حقوق کی پامالی کرتے ہیں۔اور ضرورت پڑتی ہے تو مزدوروں کے بدلے انتظامیہ کا ساتھ دیتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ جب کوئی مزدور کسی حادثے میں مارا جاتا ہے تو کوئی ہنگامہ نہیں ہوتا۔اس کی لاش خاموشی سے کسی بند گفا میں دفن کر دیا جاتا ہے۔فائر ایریا میں لیڈروں کے گرتے معیاروں کو بھی تنقید کا ہدف بنایا گیا ہے۔"20

الیاس احمد گدی نے اپنے ناول میں نجی یونینز میں ہونے والی مکاریوں اور سفاکی کو بیان کیا ہے۔جب ان مزدوروں کو کسی یونین کے ساتھ کی ضرورت پڑتی ہے تو یہ ان سے دھوکہ کرتے ہیں اور اپنے کئے گئے وعدوں سے مکر جاتے ہیں۔الیاس احمد گدی نے نجی یونیونوں کے ہاں واضح طور پرپرولتاریہ طبقے کی عدم قبولیت کی عکاسی کی ہے۔ بالکل اسی طرح کرشن چندر نے بھی 'جب کھیت جاگے" میں ایک ایسی جماعت کا ذکر کیا ہے جو اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ وہ مزدوروں کے ساتھ ہے اورمشکل وقت میں ان کے کام آئے گی۔حقوق دلانے میں ان کی مدد کرے گی مگر جب مزدور اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ رضاکاروں کی فوج ان کے ساتھ کھڑا ہونے کی بجائے ظالموں کے ساتھ مل جاتی ہے۔

"حالات بہت نازک ہو رہے ہیں۔ مقبول نے بتایا کسانوں کی زبردست تحریک اب نظام شاہی پولیس کے دباتے نہیں دبتی۔اس لیے نظام شاہی پولیس اور رضاکاروں کی فوج مل کر جگن ناتھ ریڈی کے علاقے میں کسانوں کو کچلنے کی کوشش کر رہی ہے۔"21

اسی رضاکاروں کی فوج نے تمام مزدوروں اور محنت کشوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ہمیشہ حق اور انصاف دلانے کے لئے ان کی مدد کریں گے مگریہی فوج یہی جماعت ظالم طبقے کے ساتھ مل کر ان کا استحصال کرتی ہے۔الیاس احمد گدی کے ناول میں یونین اور کرشن چندر کے ناول میں رضاکاروں کی فوج دونوں ہی ایک جیسا کردار ادا کرتی ہیں۔ اس طرح یہ ان دونوں ناولوں میں اشتراک ہے۔

الیاس احمد گدی نے" فائر ایریا "میں بہت سے نجی شعبوں کا ذکر کیا ہے جہاں پرولتاریہ طبقے کو کسی صورت قبول نہیں کیا جاتا۔لیکن ان کے ناول میں ایک کردار ایسا ہے جو بظاہر تو نجی شعبے سے تعلق رکھتا ہے اور موہنا کولیری کے باہر بہت سی دکانیں چلا رہا ہے لیکن اس میں غریب محنت کش طبقے کی ہمدردی موجود ہے۔

"موہنا کولیری کے بازار میں بھگدڑ مچ گئی ۔دکانوں کے ڈھڈر دھڑا دھڑ کر گئے ان چھ آدمیوں نے سہدیو کو گھیرلیا۔۔ مارو سالے کو ۔اور مارو ۔۔۔اتنا مارو سالے کو کہ سالا تین مہینے تک چارپائی سے نہ اٹھ سکے۔۔چائے کی بند دکان سے جو ایک شخص تڑپ کر نکلتا ہے وہ بھگوان داس ہے۔۔ہاتھ نچا کر بولتا ہے۔ ارے ہائے ہائے ہائے ،مار ڈالا بیچارے کو ارے رکو، ارے رکو"22

الیاس احمد گدی نے جہاں نجی شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی سنگ دلی دکھائی ہے وہاں انہوں نے بھگوان داس کے کردار کے ذریعے پرولتاریہ طبقے کے لیے ہمدردی کا جذبہ بھی ابھارا ہے۔سہدیو کو کچھ غنڈے سرعام بازار میں تشدد کا نشانہ بنا رہے تھے۔ کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ سہدیو کو ان غنڈوں سے بچا سکے۔ساری صورتحال کو دیکھ کر نجی شعبے سے تعلق رکھنے والے بھگوان داس کے دل میں ترس آیا اور وہ اس کو غنڈوں سے بچانے کے لئے آگے بڑھا۔جبکہ کرشن چندر کے ناول" جب کھیت جاگے "میں ایک دوکاندار کے ہاں پرولتاریہ طبقے کی عدم قبولیت کی مثال واضح صورت میں موجود ہے۔ "فائر ایریا میں بھگوان داس سہدیو کی مدد کرتا ہے اس کے دل میں انسانیت کے لیے درد موجود ہے جبکہ کرشن چندر کے ناول میں دوکان کے بزاز رامیا سیٹھی ہے وہ اس قدر سنگدل ہے کہ وہ اپنی دکان میں نہ کسی غریب شخص کو گھسنے دیتا ہے اور نہ ہی دکان میں موجود کسی کپڑے کے تھان کو چھونے کی اجازت دیتا ہے۔

"ایک طرف جاپانی ریشم کے کپڑوں کی دکان تھی جس میں راگھو راؤ بڑی دیر تک کھڑا رہا۔۔ اس نے آگے بڑھ کے ریشم کے تھان کو اپنے ہاتھ میں چھو لیا تھا ۔۔۔دکان کے بزازرامیاّ سیٹی نے اسے جھڑ ک دیا تھا ۔وٹی ہوکر ریشم کو ہات لگاتا ہے کمبخت کھڑے کھڑے کھال کھینچوا دوں گا ۔"23

راگھو راؤ جب دوکان میں داخل ہوتا ہے تو ریشم کا تھان چھونے پر دوکاندار اسے جھڑک دیتا ہے کہ کسی غریب کی یہ اوقات نہیں کہ اس قیمتی ریشم کو ہاتھ بھی لگا سکے۔جبکہ" فائر ایریا" میں دوکاندار کا رویہ ایسا نہیں ہے۔

الیاس احمد گدی نے" فائر ایریا" میں نجی شعبے سے تعلق رکھنے والے کردار کپل سنگھ کا ذکر کیا ہے یہ سود کا ٹھیکیدار تھا۔نجی طور پر اس نے غریبوں میں قرض فراہم کرنے کا کاروبار چمکا رکھا تھا اور پھر قرض پر سود وصول کرتا تھا۔پہلے غریب اور مجبور لوگوں کو اپنے جال میں پھنساتا ہے اور آسان اقساط پر قرض کی ادائیگی کی یقین دہانی کراتا ہے اور پھر جب غریب اور محنت کش طبقہ اس سے قرض لیتا ہے تو وہ اس میں پھنس جاتا ہے۔پھر قرض ہرمہینے ادا کرنے کے باوجود بھی بڑھتا جاتا ہے اور اس پر سود زیادہ سے زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

"کپل سنگھ کے ایک آدمی نے کالا چند کو گریبان سے پکڑ رکھا تھا۔ سالے پیسے نکالو۔۔ دوسرے آدمی نے اس کے گال میں ٹھونسہ لگایا۔اب دھیرے دھیرے دونوں آدمی اس کو لپڑ تھپڑ کرنے لگے۔ اب کالا چند زور سے چلانے لگا۔ مارتے کیوں ہو ۔ارے مارتے کیوں ہو ۔میں مر تو نہیں گیا ہوں۔ابکی ہفتہ لے لینا۔"24

کپل سنگھ کے غنڈے کالا چند سے سود کے قرضے کی ادائیگی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ کالا چند غریب تھا اس کے پاس اتنی رقم موجود نہیں تھی ۔کپل سنگھ کے غنڈے اس کو مار مار کر رقم کا مطالبہ کر رہے تھے۔بقول علام الدین

> "مزدوروں کو یونین اور انتظامیہ کے غنڈوں کے ہاتھوں ذلیل ہونا پڑتا ہے۔ کام کی زیادتی اور انتظامیہ اور یونین سے تنگ آکر مزدور شراب اور جوئے کی عمارت میں اپنی کمائی لٹا دیتے ہیں۔پھر مجبور ہوکر سود پر روپیہ لیتے ہیں سود اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ ساری زندگی ادا نہیں ہو پاتا۔"25

ٹھیکیدارکپل سنگھ کے ہاں پرولتاریہ طبقہ کی عدم قبولیت موجود ہے۔ جبکہ کرشن چندر کے ناول "جب کھیت جاگے"میں ایک ا یسا کردار بھی ہے جو ٹھیکیدار ہونے کے باوجود غریب طبقے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے۔یہ ٹھیکیدار لوگوں کی مجبوری سے فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ غریب اور مجبور لوگوں کا سہارا بنتا ہے۔ان کو اپنے رکشے مزدوری کے لیے دیتا ہے اور ان سے بدلے میں جائز معاوضہ وصول کرتا ہے۔ جبکہ کپل سنگھ غریبوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتا ہے اور انہیں ذلیل و خوار کرتا ہے ۔ان دونوں میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے۔راگھو راؤ جب حیدرآباد آیا تو رکشے کے ٹھیکیدار نے اس کی مدد کی اور اس کو اپنے پاس نوکری دی۔

> "سوریہ پیٹ سے بھاگ کر حیدرآباد چلا آیا اور یہاں آکر رکشہ چلانےلگا ۔۔۔رکشا کے مالک نے اسے دو وردیاں بھی سلا دی ۔۔پانچ چھ مہینے اسی حسرت میں گزرے پھر وہ بیمار پڑ گیا۔ اس دوران میں رکشہ کے مالک نے ان کی خدمت کی تھی کہ وہ مالک کا سب سے اچھا رکشہ چلانے والا تھا۔"26

راگوراؤ جب بیمار ہوا تو رکشہ کے مالک نے اس کی خوب دیکھ بھال کی اور اس کا علاج بھی کروایا۔اس کے برعکس اگر کپل سنگھ کو دیکھا جائے تو وہ بہت ہی لالچی اور خود غرض ٹھیکیدار تھا اس کو کسی کی پروا نہیں تھی ۔ کوئی جس مرضی حال میں ہو،اس کوصرف اپنے پیسے سے مطلب تھا۔ اس طرح دونوں ٹھیکیداروں کے روّیے میں اختلاف موجود ہے۔

ناول "فائر ایریا" اور "جب کھیت جاگے" دونوں ہی اردو ناول کے ارتقائی سفر میں اہمیت کے حامل ہیں۔اس بات سے قطع نظر کہ ایک کو دوسرے پر کتنی برتری حاصل ہے،یا پھر کون سا ناول بہترین ہے ،دونوں اپنے اندر متنوع افکار و خیالات کو جنم دیتے ہیں۔دونوں ناول نگاروں نےصدیوں پر محیط جاگیردارانہ نظام اور سرمایہ دارانہ نظام ،فرسودہ کاروائیوں اور ان کے در پردہ استحصالی رویوں کی حقیقی تصویر کشی کی ہے۔دونوں ناول نگاروں نے معاشرے میں موجود شعبہ جاتی عدم قبولیت کو بھی بہت اچھے طریقے سے پیش کیا ہے۔ ناول" فائر ایریا" میں الیاس احمد گدی نے وضاحت کے ساتھ متعدد سرکاری شعبوں کا ذکر کیا جہاں پر غریب اور نچلے طبقے کے افراد کے ساتھ نا انصافی کی جاتی ہے،ان سے ان کے حقوق چھینے جاتے ہیں اور ان کو ظل و بربریت کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

"جب کھیت جاگے" میں بھی کرشن چندر نے سرکاری اور نجی اداروں کی حقیقت سے پردہ فاش کیا ہے کہ ادارے تو عوام کی فلاح و بہبود کے لیے قائم کیے جاتے ہیں مگر سب سے زیادہ استحصال بھی ایک غریب انسان کا یہی ادارے کرتے ہیں۔دونوں ناولوں میں شعوری طور پر یہ دکھانے اور سمجھانے

کی کوشش کی گئی ہے کہ سرکاری شعبے ہوں یا نجی،جاگیردارانہ نظام ہو یا پھر سرمایہ دارانہ نظام، پرولتاریہ طبقہ کا خون پینے کے لیے ظلم کا ہر حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

1. الیاس احمد گدی ،فائر ایریا ،(دہلی :عزیز پرنٹنگ پریس ،1994ء)،ص257
2. رفیعہ شبنم عابدی، پروفیسر، معاصر اردو ناول،(ممبئی: شعبہ اردو ،ممبئی یونیورسٹی ،2001ء)،ص101
3. کرشن چندر ،جب کھیت جاگے،(ممبئی :بمبئی بک ہاؤس ،1952ء)،ص120
4. الیاس احمد گدی ،فائر ایریا، ایضاً ،ص 122
5. کرشن چندر ،جب کھیت جاگے ایضاً ،ص84
6. اعجاز علی ارشد،کرشن چندر کی ناول نگاری،(دہلی :ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،2000)،ص14
7. الیاس احمد گدی ،فائر ایریا، ایضاً ،ص138
8. کرشن چندر ،جب کھیت جاگے،ایضاً ،ص65
9. الیاس احمد گدی ،فائر ایریا، ایضاً ،ص24
10. کرشن چندر ،جب کھیت جاگے،ایضاً ، ص78
11. الیاس احمد گدی ،فائر ایریا ،ایضاً، ص262
12. مارکس اینگلس، مارکس اینگلس کی نادر تحریریں، (مترجم)ظ انصاری،(کراچی: سٹی پبلی کیشنز، 2008ء)،صفحہ 32
13. الیاس احمد گدی ،فائر ایریا، ایضاً ،ص78
14. کارل مارکس،اجرتی محنت اور سرمایہ،(حیدرآباد :اشاعت گھر ،1943ء)،ص39
15. کرشن چندر ،جب کھیت جاگے،ایضاً ،ص82
16. الیاس احمد گدی ،فائر ایریا، ایضاً ،ص248
17. کرشن چندر ،جب کھیت جاگے،ایضاً ،ص118
18. الیاس احمد گدی ،فائر ایریا، ایضاً،ص 119
19. ایضاً،ص122
20. رضوانہ پروین، ڈاکٹر ،الیاس احمد گدی اور سنجیو کی ناول نگاری: تقابلی مطالعہ،(دہلی :روشان پرنٹرس ،2017ء)، ص89
21. کرشن چندر ،جب کھیت جاگے،ایضاً ،ص88
22. الیاس احمد گدی ،فائر ایریا، ایضاً ،ص239
23. کرشن چندر ،جب کھیت جاگے،ایضاً ، ص26
24. الیاس احمد گدی ،فائر ایریا، ایضاً ،ص38
25. علام الدین، محمد، الیاس احمد گدی کی ادبی خدمات ،(دہلی: روشان پرنٹرس ، 2019ء)، ص 95
26. کرشن چندر ،جب کھیت جاگے،ایضاً ،ص63